مسلم سلاطین کے مکاتیب

(ایک فنی جائزہ)

ڈاکٹر صابر آفاقی

انشاء، مکتوب، رسالہ، کتاب، نوشتہ، ورقہ، دستور اور نامہ خط کے معنوں میں استعمال ہوتا رہا ہے۔ انشاء عربی لغت ہے جس کے معنی غیاث اللغات نے "پیدا کرنا اور اپنی طرف سے کچھ کہنا" دیئے ہیں۔ اشرف اللغات لکھتا ہے "فارسیان ایں را بمعنی عبارت و طرز تحریر استعمال کنند۔ در فرہنگہای زبان اردو انشاء بمعنی لکھا جانا، کسی کے احوال لکھنا، پیدا کرنا، قائم کرنا آمدہ است"۔

سبھی جانتے ہیں کہ خط کے لئے عام مروجہ لفظ نامہ ہے اور نامہ فارسی میں اس کاغذ کو کہتے ہیں جو کسی کو لکھا جائے۔ مگر اس وقت ہمارا موضوع گفتگو وہ خط اور نامہ ہے جو مسلم سلاطین کے عہد میں عموماً اور سلاطین ہند کے دور میں خصوصاً مروج تھا۔ اسلام میں نامہ نگاری کا آغاز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان مکاتیب سے ہوا جو آپ نے بعثت کے بعد جزیرہ نمائے عرب کے ہمسایہ غیر مسلم بادشاہوں کو بھیجے۔ یہ مکاتیب فصاحت و بلاغت، اختصار، جامعیت اور اثر آفرینی کے اعتبار سے بے نظیر سمجھے جاتے ہیں۔ قرآن حکیم میں قلم اور اس کی تحریر کی قسم کھائی گئی ہے اس سے نامہ نویسی و انشاء پردازی کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جب اسلامی قلمرو کی حدود وسیع ہوئیں تو فرماں روایان اسلام دور دراز کی ولایات اسلامیہ میں متعین گورنروں اور نائبوں کو وقتاً فوقتاً تحریری ہدایات بھیجنے لگے، اس

طرح اسلامی سیکرٹریٹ وجود میں آیا جس میں منشی اور قاصد وغیرہ کے عہدے قائم کئے گئے۔ اب اسلامی دفاتر میں قلم، قرطاس، مداد، مہر، دفتر، کی اصطلاحیں برتی جانے لگیں۔ اور یوں نامہ نگاری نے ایک مستقل ادارہ کی حیثیت اختیار کرلی۔

ایران میں نامہ نگاری و نامہ رسانی کا رواج ظہور اسلام سے پہلے موجود تھا جب پرچم اسلام سرزمین کیانی پر لہرانے لگا تو یہاں کے سلاطین نے سامانی دور سے لے کر قاچاری دور کے آخر تک نامہ نگاری کو ایک مستقل فن بنا دیا۔ ایرانی ادیبوں اور عالموں نے فن نامہ نویسی و دبیری پر بیسیوں کتابیں تالیف کیں۔ ان تالیفات میں منشی و دبیر کے اوصاف اور نامہ نویسی کے شرائط و آداب درج ہوئے۔ اب نامہ نگار کے لئے منشی، دبیر، کاتب، نویسندہ اور مستوفی کے الفاظ استعمال ہونے لگے۔ فارسی کتابوں میں ایک مستقل باب دبیری پر مخصوص ہونے لگا۔

فن نامہ نویسی پر ایرانی مصنفین کی جو تصانیف ہمیں ملتی ہیں ان میں سے چند اہم کتابیں یہ ہیں۔

۱۔ چہار مقالہ۔ نامہ نویسی کے فن پر یہ پہلی فارسی کتاب ہے جسے نظامی عروضی (متوفی ۵۵۱ھ) نے تالیف کیا اس کا ایک مقالہ فن دبیری پر ہے۔

۲۔ قابوس نامہ۔ اس کا مؤلف عنصر المعالی کیکاؤس ہے۔ قابوس نامہ کا انتالیسواں باب دبیری و نامہ نویسی کے قواعد و ضوابط کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔

۳۔ سیاست نامہ۔ نظام الملک کی اس تالیف کا پندرھواں باب آئین دبیری سے متعلق ہے۔

۴۔ التوسّل الی الرسّل۔ یہ کتاب بہائی بغدادی کی تالیف ہے اس کے شروع میں نامہ نویسی پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

۵۔ نفائس الفنون۔ محمد بن محمود آملی (متوفی ۷۵۳ھ) اس کا مؤلف ہے۔ کتاب کا ایک باب فن نامہ نویسی سے مخصوص ہے۔

۶۔ دستور الکاتب۔ اس کا مؤلف محمد بن ہندو شاہ ہے اور یہ ۷۵۵ھ۔۷۶۰ھ کے درمیانی عرصہ میں قلم بند ہوئی۔

۷۔ صحیفۂ شاہی۔ حسین واعظ کاشفی (متوفی ۸۸۶ھ) کی اس تالیف میں خط لکھنے کے فن پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

۸۔ مخزن الانشأ۔ یہ بھی مؤلف مذکور ہی کی تالیف ہے۔ اس میں ادبی انشاء پر تفصیل ملتی ہے۔

فن نامہ نگاری کی مقبولیت و رونق کا زیادہ تر انحصار حکومت کے استحکام، علم و ادب کی فراوانی، منشیوں کی حوصلہ افزائی اور روابط کی رنگارنگی پر ہوتا ہے۔ جب برصغیر پاک و ہند میں اسلامی حکومت قائم ہوئی تو یہاں کے مسلم سلاطین کو خط و کتابت اور مراسلت کی ضرورت پیش آئی۔ اس کے بعد مغل بادشاہوں کے عہد میں مکاتبت کو اور فروغ حاصل ہوا۔ ان حکومتوں نے مستقل سیکرٹریٹ قائم کیا جسے ادارۂ دیوان کہا جانے لگا۔ زیر نظر ادوار میں سرکاری زبان فارسی تھی۔ لہذا دربار سے وابستہ مسلم وغیر مسلم منشیوں نے اس فن پر فارسی میں متعدد بلند پایہ کتب یادگار چھوڑیں۔ ہم یہاں ان تصانیف میں سے چند ایک کا مختصر تعارف ضروری سمجھتے ہیں۔

۱۔ اعجاز خسروی۔ اس کے مؤلف مشہور شاعر حضرت امیر خسرو (متوفی ۷۲۵ھ) ہیں۔ کتاب کے ابتدائی چار ابواب میں دبیری و انشاء پردازی پر بحث کی گئی ہے۔

۲۔ مناظر الانشاء۔ یہ عماد الدین محمود گاواں (متوفی ۸۸۶ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں مکتوب نگاری پر مفصل اور مفید بحث کی گئی ہے۔

۳۔ خود کاشت۔ ملا طغرا مشہدی نے اس تالیف میں کتابت و نامہ نویسی

کے اسرار و رموز اور قواعد و ضوابط سمجھائے ہیں۔

۴۔ داد سخن۔ یہ خان آرزو (متوفی ۱۱۶۹ھ) کا رسالہ ہے۔ اور اس میں خط لکھنے کے طریقے لکھے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں حکیم یوسی کی بدیع الانشاء، ابوالقاسم خان تمکین الحسینی کی منشات، ہرکرن ملتانی کی انشائے ہرکرن، محمد صالح کنبوہ لاہوری کی بہار سخن، چندر بھان برہمن کی منشات برہمن، شاہ فخر قنوجی کی جامع القوانین، شیر علی لاہوری کی انشائے فیض بخش، محمد امین کی مجمع الانشاء، مولانا کمال الدین محمد کی رقعات خاتم الکلام، اور منشی شیخ یار محمد قلندر کی دستور الانشاء مکتوب نگاری کے فن پر مشہور تالیفات ہیں۔ جن دبیروں نے مستقل تالیفات یادگار نہیں چھوڑیں اُن کے مکاتیب موجود ہیں۔ اس سلسلے میں اکبر کے چیف سیکرٹری ابوالفضل علامی کا نام لیا جا سکتا ہے۔ "مکاتبات علامی" اور "رقعات ابوالفضل" نامہ نویسی میں اس کی قابلیت و مہارت پر شاہد عادل ہیں۔ اس ضمن میں ملّا عبدالکریم کشمیری کی مثال بھی دی جا سکتی ہے جو نادر شاہ کا سیکرٹری اور پھر وزیر اعظم رہا۔ مندرجہ بالا تالیفات میں دبیر و نامہ نویس کی جو خصوصیات درج کی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ چاہیئے کہ دبیر کریم الاصل دقیق النظر، عمیق الفکر اور صائب الرائی ہو، اسے ادب سے حصّہ وافر ملا ہو۔ وہ قیاسات منطقی سے بیگانہ نہ ہو اور وہ ابنائے زمانہ کے مراتب جانتا ہو۔

۲۔ نامہ نگار کو چاہیئے کہ وہ استعمال لغات کے قواعد اور ترکیب کلمات کے طرز سے آشنا ہو۔

۳۔ کاتب نگارش کی اغلاط سے پرہیز کرے اور ادراک معانی کے لئے کسی پیچیدہ و مشکل روش کو نہ اپنائے۔

۴۔ خط میں منطقی ترتیب موجود ہو۔ مقدمات و نتائج میں علت و معلول کا تعلق

برقرار رکھا جائے۔

۵۔ منشی کا خیال مرتکز ہو، تاکہ خط میں پراگندگی راہ نہ پائے۔

۶۔ نویسندہ معانی بکر اور ترکیبات نو کا استعمال خوب جانتا ہو۔

۷۔ مکتوب کے الفاظ کم ہوں اور معانی زیادہ۔ چونکہ خط اپنے لئے نہیں دوسروں کے لئے ہوتا ہے لہذا سخن غامض سے احتراز کیا جائے۔

۸۔ خط کو استعارات، آیات قرآنی اور احادیث رسولؐ سے مزین کیا جائے۔

اب آئیے اسلامی عہد کے خطوط کی اقسام پر ایک نظر ڈالیں۔ سبھی ممالک اسلامی کے خطوط کا جائزہ پیش کرنا ممکن نہیں۔ اس وقت ہم انہی مکاتیب پر گفتگو کریں گے جو سلاطین ہند اور ان کے منشیوں کی طرف سے لکھے گئے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ مغل بادشاہ خود شاعر، ڈائری نویس، علم کے دلدادہ اور عالموں کے سرپرست تھے۔ ان کے عہد حکومت میں درجنوں بلند پایہ کاتب و نامہ نویس پیدا ہوئے۔ اور بیسیوں کتابیں اس فن پر لکھی گئیں۔

مسلم شاہان ہند کے مکاتیب کو سلطانیات اور اخوانیات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ سلطانیات سے مراد ایسے خطوط ہیں جو سلاطین و امراء کی طرف سے ان کے ہم پایہ یا ماتحت شخصیتوں کو بھیجے جاتے تھے۔ اخوانیات میں وہ خطوط آتے ہیں جو لوگوں کے مختلف طبقات آپس میں ایک دوسرے کو لکھتے تھے۔

سلطانیات میں خطوط کی یہ دس اقسام شامل ہیں:۔

۱۔ فرمان۔ وہ خط جو بادشاہ کی طرف سے شاہزادے یا کسی بڑے مرتبہ کے کسی افسر کو لکھا جاتا۔

۲۔ نشان۔ ایسا خط، نشان کہلاتا تھا جو خاندان سلطنت کے کسی فرد کی طرف سے بادشاہ کے علاوہ کسی اور کو لکھا جاتا۔

۳۔ عرضداشت ۔ ایسا خط جسے شاہزادہ یا کوئی اور آدمی بادشاہ کے حضور بھیجتا یا شخصاً پیش کرتا۔

۴۔ فتح نامہ ۔ گورنر کی طرف سے بادشاہ کو بھیجا جانے والا خط فتح نامہ کہلاتا تھا۔

۵۔ حسب الحکم ۔ یہ وہ خط ہے جسے وزیر اپنی طرف سے مگر بادشاہ کے حکم سے تحریر کرتا۔

۶۔ رمز ۔ ایسی عبارت یا جملہ جسے بادشاہ کاغذ پر لکھ کر اپنے سیکرٹری کو دے دیتا پھر سیکرٹری اس رمز کی روشنی میں خط مکمل کر کے متعلقہ آدمی کو ارسال کر دیتا۔

۷۔ سند ۔ گورنر وغیرہ کی تقرری کا آرڈر سند کہلاتا تھا۔

۸۔ دستک۔ تجار کو سامان تجارت لانے لے جانے کے لئے جو پروانہ راہداری دیا جاتا۔ اسے دستک کہتے تھے ۔ دربار یا فوجی چھاؤنی میں کسی کے وارد ہونے کے اجازت نامہ کو بھی دستک ہی کہا جاتا تھا۔

۹۔ رقعہ ۔ سبھی سرکاری خطوط خاص طور سے مختصر خط کو رقعہ کہتے تھے۔

۱۰۔ محضر ۔ کسی مقدمہ کی وہ مفصل رپورٹ جو بادشاہ یا گورنر کو پیش کی جاتی۔

ان دس اقسام کے علاوہ اسلامی عہد میں عہد نامہ، تہنیت نامہ اور تعزیت نامہ وغیرہ کا رواج بھی رہا ہے۔ مغلوں کے عہد میں منشیوں نے خط اور فرمان حکومت کو ایک مشکل اور پیچیدہ فن بنا دیا تھا۔ اس دور کے فرامین تقرری میں جن باتوں کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا اس کے اعتبار سے خط کے چھ اجزا ہوتے تھے۔

(الف)۔ خدا کی حمد و ثناء

(ب)۔ نبی اکرمؐ پر درود و سلام۔

(ج)۔ کسی خاص ہنر کی اہمیت کا اظہار۔

(د)۔ ان افراد کی تعریف جو کسی خاص ہنر و فن میں مہارت رکھتے ہوں۔

(ھ)۔ اس آدمی کا ذکر جس کے نام فرمان جاری کیا جا رہا ہو۔

(و)۔ ہنرمند کے لئے سفارش۔

جب ۱۸۵۷ء میں آخری مغل حکمران کے سر سے تاج سلطنت برطانیہ کے اٹھائی گیروں نے اچک لیا تو پھر نہ وہ دربار رہا نہ وہ دبیر، نہ جلال بادشاہی رہا نہ انشاپردازوں کا ٹھاٹھ باٹھ۔ اب خط کون لکھتا اور کسے لکھا جاتا۔ انگریزی کے آنے سے خط و کتابت کا نیا نظام شروع ہوا جو آج تک ہمارے سرکاری و نیم سرکاری دفتروں اور محکموں میں جاری ہے۔ سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد خط لکھنے کی صدیوں پرانی اسلامی روایت ختم ہوگئی۔ مگر برصغیر کے درجنوں مسلم والیان ریاست کے ہاں قدیم مراسلت کا سکّہ ہی رواں رہا۔ مسلم بادشاہت کا پرچم سرنگوں ہوا تو مرزا غالب جیسے آزادہ و خودبین درویشوں نے اپنے دوستوں کو حکایات خوں چکاں لکھنے کی غرض سے خط لکھنے کی نئی طرح ڈالی۔ پھر تو برصغیر پاک و ہند کے ہر بڑے شاعر و ادیب اور مؤلف و محقق نے اُردو میں ہزاروں مکاتیب لکھے جو ہمیشہ ادب کی جان اور ہمارے ماضی کے ترجمان رہیں گے۔